# پشتون معاشرہ میں توہم پرستی کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

## *Superstition in Pashtoon Society: An Analytical Study in the Light of Islamic Perspective*

ڈاکٹر افتخار احمد*   ڈاکٹر عنایت الرحمٰن**

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v9i1.3
Published: June,2026

**Abstract**

No period of human history has remained entirely free from superstitious beliefs, customary practices, and their social consequences. Such beliefs and traditions have existed, in varying forms, among almost every tribe, nation, and civilisation. The divinely revealed laws conveyed by the Prophets primarily aimed at the moral, spiritual, and social reformation of human society. At the same time, these revealed laws did not reject all prevailing customs indiscriminately; rather, they accepted those customs that were compatible with divine guidance and prohibited practices that contradicted fundamental religious and ethical principles.

The Pashtun nation possesses a long historical and cultural heritage. Despite geographical divisions, political boundaries, and tribal diversity, Pashtun communities have maintained a shared cultural identity throughout different periods of history. Various Pashtun tribes continue to preserve their distinct tribal identities while remaining connected to a broader national, cultural, and civilizational framework.

Pashtun society is generally characterised by a strong attachment to ancestral traditions, family customs, tribal codes, and regional practices. Consequently, certain superstitious beliefs and inherited customs are observed with considerable strictness. In some cases, customary practices are given greater social importance than the injunctions of Islamic Shariah. This study critically examines the nature, causes, and manifestations of superstition in Pashtun society and evaluates prevalent beliefs and practices in the light of Islamic teachings. It also seeks to distinguish between culturally acceptable customs and those superstitious practices that conflict with the principles of Islamic belief, ethics, and social reform.

**Keywords:** Pashtun Society, Superstition, Customs and Traditions, Islamic Teachings, Shariah, Tribal Culture, Social Reform.

*پی۔ایچ۔ڈی فارغ التحصیل یونیورسٹی آف ملاکنڈ۔

**ویزٹنگ فیکلٹی،ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تاٹھ اینڈ سیویلازیشن،یونیورسٹی آف منیجمنٹ اینڈ ٹیکنولوجی۔(Correspondence Author)inayatbary@gmail.com

## پشتون قوم کا تعارف:

پشتون نسل کے بارے اب تک جو تحقیق کی گئی ہے وہ متضاد نظریات کی حامل ہے لہذا پشتونوں کی نسلی ماخذ کا تعین کرنا خاصا مشکل ہے۔اس حوالے سے مورخین کے مختلف آراء ہیں یہاں پر چند کا تذکرہ پیش کیا جارہا ہے۔پشتون قوم کی تاریخ کے حوالے سب سے مستند کتاب وزیرستان کے رسوم ورواج کا شرعی قوانین کے ساتھ موازنہ اور پشتونوں کی تاریخ میں پشتون قوم کا شجرہ نسب بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر تاج محمد وزیرؒ لکھتے ہیں:
"سرحدی قبائل پشتون نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے پہاڑی علاقوں میں رہ کر اپنی روایات ار اپنی ثقافت کو کافی حد تک برقرار رکھا ہے۔البتہ ان کے آباؤاجداد میں بہت سے محمود غزنویؒ، شہاب الدین غوریؒ، شیر شاہ سوریؒ اور فیروز شاہؒ کے لشکروں کا ہر اول دستہ بن کر ہندوستان پر حملہ آور ہوئے اور حکومتی پالیسی یعنی پشتون حکومت کے استحکام کی خاطر ہندوستان کے مختلف حصوں آباد ہو کر وہیں کے وہیں ہو رہے۔بعد میں یہ لوگ پٹھان کہلائے اور دو تین نسلوں کے بعد اپنی زبان و ثقافت سے ان کا رشتہ ٹوٹنے کے بعد وہ اسی معاشرے کا حصہ بنے۔برصغیر پر انگریزوں کا قبضہ ہونے کے بعد مغربی سرحد پر آخر کار ڈیورنڈلائن کا تعین ہوا۔اس حد بندی کے بعد جو پشتون افغانستان میں رہ گئے، وہ افغان کے نام سے موسوم ہوئے، جو حکومت برطانیہ کے بندوبستی علاقوں کے باسی بنے یا قبائلی پٹی کے اندر محدود رہے وہ پشتون یا پختون کہلاتے ہیں۔پشتون بیلٹ کے شمالی حصے میں ان کے لیے پختون کا لفظ مروج ہے لیکن جنوبی حصے میں پشتون کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔پشتون قوم کے نسلی تعلق کا موضوع زمانہ قدیم سے مورخین کے درمیان مختلف الرائے رہا ہے اوراس سلسلے میں نظریات کا اختلاف اتنی کثرت کے ساتھ وقوع پذیر ہوا ہے کہ مشہور مستشرق ہنری راورٹی آخر کار یہ لکھنے پر مجبور ہوئے کہ کسی بھی قوم کی اصلیت اور نسب کے بارے میں نظریات کا ختلاف اتنا زیادہ نہیں جتنا پشتون قوم کی اصلیت اور نسب کے بارے میں ہے"۔(1)

مشہور پشتون مورخ رضا ہمدانی صاحب اپنی کتاب پٹھانوں کے رسم ورواج میں لکھتے ہیں: "ایک بہت بڑے گروہ کا خیال ہے کہ پشتون دراصل آریائی نسل ہے کیوں کہ ان میں اقوام شرق وغرب تقریباً چھ سات ہزار سال

قبل مسیح اپنے اصل وطن وسط ایشیاء سے باختر میں آ کر آباد ہو گیا تھا اور ہزاروں برس کی بود و باش کے بعد تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح موجودہ افغانستان، فارس اور درہ سندھ کی ٹولیوں اور گروہوں میں وقتاً فوقتاً پھیلتا گیا"۔(2)

ڈاکٹر تاج محمد وزیر مزید لکھتے ہیں:"کسی نے انہیں اپنی قدیم روایات کی بنیاد پر اسرائیل کی اولاد کہا، بعض نے انہیں قبطین سمجھا۔بعض نے کہا کہ قبطی فرعونی ہے۔علاوہ ازیں بعض مؤرخین نے ان کے متعلق مغل، آرمینین، تاتاری، ہیتالی اور ساکانی ہونے کے نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ بعض تاریخ دانوں نے پشتونوں کا ناطہ راجپوتوں، برہمنوں، یونانیوں، ترکوں اور عربوں سے بھی جوڑا ہے۔ مختلف تاریخی کتابوں میں پشتون نسل کے متعلق کثرت کے ساتھ متضاد دعوؤں کے تذکروں اور ماضی کے ان سربر آوردہ محققین کے ان مبہم تبصروں سے یہ حقیقت کھل کر واضح ہوتی ہے کہ اس بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کرنا بے حد مشکل ہے۔ کسی بھی دعوے کے ثبوت کے لیے کوئی ٹھوس دلیل موجود نہیں۔ محققین کے تبصروں میں بھی حد درجہ ابہام ہے۔اس لیے پشتون نسل کے ماخذ کے بارے میں قاری کسی ایسے نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا جس پر قلبی اطمینان حاصل ہو"۔مزید آگے (مولانا عبد القادرؒ سابق ڈائریکٹر پشتو اکیڈمی پشاور کا تبصرہ نقل کرتے ہوئے) لکھتے ہیں:"میرے عقیدے کے مطابق پشتون نہ آریا ہیں، نہ سامی(یہودی النسل ) اور نہ منگولوں سے ان کے ڈانڈے ملانا درست ہے بلکہ پشتون ان سب سے قدیم ایک قوم ہے۔اس طرح اس کی اصل نسل اور زبان بھی ما قبل التاریخ کے دور سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر وسط ایشیا بنی نوع انسان کی پیدائش اور تہذیب کا گہوارہ ہے تو پشتون قوم، ان کی زبان اور ان کی تہذیب کو بھی لازماً تمام نسلوں اور زبانوں سے قدیم ہونا چاہیے۔ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ گرد نواح میں پھیلے ہوئے لوگ چاہے وہ آریا کہلائیں یا سامی یا کچھ اور، بہر حال وہ یہیں سے اور ان ہی سے پھیلی ہوئی نسلیں ہیں"۔(3)

واضح ہوا کہ پشتون سب سے قدیم قوم ہے اور پشتون قوم کی بہت پرانی تاریخ ہے۔اس طرح اس کی اصل نسل اور زبان بھی قدیم ہیں۔

توہم پرستی کے اسباب اور اثرات:

اس عنوان کے تحت توہم پرستی کو اعتقادی، تربیتی اور نفسیاتی اسباب کی صورت میں واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ کیونکہ توپرستی کے اسباب انسانی زندگی پر اثر پذیر ہوتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات اور قرآنی ہدایات یہ درست فہم و عمل نے اسلام کی ابتدا میں مسلمانوں کے کردار کو اتنا مضبوط بنادیا تھا کہ کوئی ذہنی الجھن اور توہمات امراض، اضطراب، مایوسی، غرور تکبر، احساس برتری یا احساس کمتری ان کے قریب بھی نہ آسکتا تھا۔ مگر دینی حالت کی کمزوری کی وجہ سے آج کا مسلمان خاص طور پر کہیں نہ کہیں توہمات، بے چینی، گھبراہٹ اور افسردگی کا شکار ہیں۔ ذیل میں توہم پرستی کے اسباب کا جائزہ لیا جائے گا۔

بحث اول: اعتقادی اسباب:

عقیدہ توحید میں کمزوری:

قرآن کریم نے سب سے پہلے انسان کے عقیدہ کو موضوع بحث بنایا اور انسان کے عقیدہ میں انقلاب برپا کیا۔ قرآن میں کثیر آیات مذکور ہیں جس میں عقیدہ توحید کو اجاگر کیا گیا اور اس سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ یقیناً عقیدہ توحید میں کمزوری سے منفی اثرات بھی مختلف صورتوں میں انسان کی زندگی میں رونما ہوں گے۔ قرآن میں عقیدہ توحید کو اس انداز میں پیش کیا گیا: ارشاد الٰہی ہے: إِنَّمَا إِلَٰهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (4) "حقیقت میں تم سب کا معبود تو بس ایک ہی اللہ ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے"۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (5) "پھر بھی اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو (اے رسول! ان سے) کہہ دو کہ: میرے لیے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے، اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے"۔

قرآن کریم نے جگہ جگہ عقیدہ توحید کو تمام اعمال سے مقدم رکھا اور خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین کر سب سے پہلی شرط کے طور پر ذکر کیا۔ پروفیسر عبد الرشید لکھتے ہیں: "عقیدہ توحید میں کمزوری طرح طرح کو جنم دینے کا سبب بنتی ہے"۔(6)

اس سے معلوم ہوا کہ بنیادی چیز عقیدہ توحید ہے یہ ٹھیک ہو تو پوری زندگی خرافات سے نکل کر صحیح راستے پر انسان گامزن ہو سکتا ہے۔

عمران بابر لکھتے ہیں: "انسان میں جتنا بھی بھلائی، شرافت، ایثار اور ایجابی امور ہوتے ہیں وہ ایمان باللہ سے حاصل شدہ ہوتے ہیں۔ اگر ایمان باللہ مفقود ہو جائے یا اس میں کمزوری آئے تو اس سے انسان کا نفس ایک کھلے ہوئے اونٹ کی طرح ہو جاتا ہے جس کے نہ منزل ہوتی ہے اور نہ راستہ، شیطان اسے خواہشات اور خوف کی جھکڑوں میں تھکا دیتا ہے اور وہ بے جا اوہام اور توہمات کا شکار ہو کر خوار ہو کر رہ جاتا ہے"۔(7)

علامہ سیوطیؒ نے حضرت عمرؓ کے دور کا ایک قصہ نقل کیا جس سے نتیجہ بر آمد نکلتا ہے کہ عقائد بالخصوص عقیدے توحید کی کمزوری معاشرے میں توہم پرستی کا بڑا سبب اور ذریعہ ہے۔

"مصر میں زمانہ جاہلیت سے یہ تصور اور توہم پایا جاتا تھا کہ سال میں ایک مرتبہ دریائے نیل میں ایک کنواری خوبصورت لڑکی کو دریا میں ڈال دیا جاتا تھا، اس عمل کو وہ اسی لیے انجام دیتے یوں نہ ہوا تو دریائے نیل ٹھہر جاتا اور پانی ختم ہو جاتا، لہذا ان کا اعتقاد بھی مضبوط ہو گیا، جب اسلام مصر کی سرزمین پر پہنچا اور حضرت عمرو بن العاصؓ گورنر مقرر کیے گئے تو یہی صورتحال پیش آئی، لوگ اپ کے پاس جمع ہو گئی اور اپنی سابقہ روایات کو ذکر کیا، حضرت عمرو بن العاصؓ نے صاف کہہ دیا کہ یہ تو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے ایسا نہیں کیا جائے گا، پھر آپ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کو ایک خط میں یہ حالات بتائے۔ حضرت عمرؓ نے ایک چھٹ (رقعہ) لکھی اور کہا کہ اسے دریائے نیند میں ڈال دیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس چھٹی کو دریائے نیل میں ڈال دیا، پانی پوری روانی کے ساتھ بہنا شروع ہو گیا اور سارے لوگ حیران تھے۔ اس خط میں حضرت عمر فاروقؓ نے لکھا تھا:
من عبد الله عمر بن الخطاب أمير المؤمنين إلى نيل مصر: أما بعد، فإن كنت تجري من قبلك فلا تجرِ، وإن كان الله يجريك فأسأل الله الواحد القهار أن يجريك(8)"اللہ تعالیٰ کے بندے عمر بن خطابؓ کی طرف سے دریائے نیل کے نام: امابعد! اگر تو (اے دریائے نیل) اپنی طرف سے جاری ہوتا تھا، مت ہو، اور اگر اللہ واحد قہار نے تجھ کو جاری کیا تو ہم اسی کے سوالی ہیں کہ وہ تجھ کو جاری کر دیں"۔

توہم پرستی سے جڑا ہوا ایک اور واقعہ حضرت عمرؓ کے دور میں پیش آیا، صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ایک شجر کے سائے میں صحابہ کرام سے بیعت لی کہ جب تک قصاص عثمان غنیؓ نہیں لیں گے اس مقام سے واپس نہیں جائیں گے۔ اس کا ذکر سورۃ الفتح قرآن مجید میں بھی اس بیعت کو "بیعت الرضوان" کہتے ہیں اور وہ درخت شجرۃ الرضوان کہلاتا ہے۔ خلافت فاروقی میں کسی اور درخت کے بارے میں کچھ لوگ یہ خیال کرنے لگے تھے کہ یہی وہ درخت ہیں جس کے نیچے بیعت ہوئی تھی اور لوگوں نے اس کے پاس مسجد بھی بنالی تھی، اسی درخت کو عمرؓ نے کٹوا دیا تھا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: وأمر عمر رضي الله عنه بقطع الشجرة التي توهموا أنها الشجرة التي بويع الصحابة تحتها بيعة الرضوان - لما رأى الناس ينتابونها ويصلون عندها، كأنها المسجد الحرام، أو مسجد المدينة(9)"جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ لوگ اس درخت کے پاس نماز پڑھتے ہیں اور اس سے مسجد حرام اور مسجد نبوی جیسے عقیدت وابستہ کر لی ہے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے مذکورہ درخت کو کاٹنے کا حکم صادر فرمایا جس کے متعلق لوگوں کا خیال تھا کہ یہ وہی بیعت رضوان والا درخت ہے"۔

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے زمانے خاص طور پر حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں کبھی معاشرے میں غلط عقیدے اور رواج کو فروغ دینے کی کوئی وجہ سامنے آئی تو صحابہ صحابہ کرامؓ نے نہ صرف اس کا خاتمہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکم اور اسلام کی صداقت کو واضح فرمایا۔ لہٰذا عقید توحید کی خرابی بہت مہلک ثابت ہوتی ہے اور انسان کو ذہنی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور عقیدہ توحید اور اللہ کی ذات پر یقین انسان کو مایوسیوں کے اندھیروں سے نکال کر امید کی پرنور فضا میں لے آتا ہے۔

عبادت سے دوری:

اللہ تعالیٰ کی بندگی اور بالخصوص عبادات سے دوری انسان کو مایوسیوں کی دلدل میں پھنسا دیتا ہے اور وہ توہمات کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس حوالے سے عمران بابر لکھتے ہیں:"معاشرے میں جو لوگ اپنے رب کی عبادت سے دور بھاگتے ہیں ان کی زندگی بہت سارے مسائل کا شکار ہو جاتی ہے۔ ان مسائل میں جہاں ایک فریضے کو ترک کرنے کی وجہ سے خود کو گناہ کے احساس تلے دبا دینا شامل ہے۔ بالکل اسی طرح بعض دیگر

مشکلات بھی لوگوں کی زندگی کو اپنے پکڑ میں کر لیتی ہیں۔ نیز وہ عدم تحفظ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ سے براہ راست تعلق ٹوٹتا ہے تو انسان کا دل لاشعوری طور پر غیر محفوظ ہوتا ہے۔ تب وہ اس تحفظ کی تلاش میں ادھر ادھر مارا مارا پھرتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی عجیب و غریب چیزوں میں اپنی ذات کو تلاش کرتا ہے اور ایسے ایسے افعال سرانجام دیتا ہے جنہیں عقل سلیم ٹھیک نہیں سمجھ سکتی"۔(10)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا (11)"اور لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے خدا بنا رکھے ہیں جو کچھ پیدا نہیں کرتے، بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، اور جن کا خود اپنے نقصان یا فائدے پر بھی کچھ بس نہیں چلتا، اور نہ کسی کو مرنا یا جینا ان کے اختیار میں ہے، نہ کسی کو دوبارہ زندہ کرنا"۔

انسان صرف اس صورت میں اوہام اور الجھنوں سے محفوظ رہ سکتا ہے جب وہ رب کے بندگی کی اور عبادات کو بجالائیں، ورنہ انسان ذہنی الجھنوں اور معاشرتی برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور یوں وہ توہم پرستی کا شکار ہو جاتا ہے۔

تقدیر پر ایمان میں کمزوری:

تقدیر پر ایمان رکھنا مسلمان ہونے کا لازمی جز ہے، اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ ایک مسلمان کے لیے اس کا یقین رکھنا بہت ضروری ہے کہ ہر کام خدا تعالیٰ کی مشیت اور ارادے سے متعلق ہوتا ہے اور تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے امر سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اگر یہی یقین ایک مسلمان کا ہو تو پھر اس کے جذبات اور احساسات بھٹکیں گے نہیں اور نہ ہی وہ اپنی ذات کو بھٹکتا ہوا پائے گا، اور نتیجتاً وہ اوہام سے محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ(12)"کوئی مصیبت ایسی نہیں جو زمین پر نازل ہوتی ہے تو تمہارے جانوں کو لاحق ہوتی ہو، مگر وہ ایک کتاب میں اس وقت سے درج ہے جب ہم نے ان جانوں کو پیدا بھی نہیں کیا تھا۔ یقین جانو یہ بات اللہ کے لیے بہت آسان ہے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ سب کچھ اللہ کی مشیت اور ارادے سے ممکن ہے، اور جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ اللہ کی قضا اور قدر ہی ہوتا ہے۔ جب انسان تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا اس پر جو حالات بھی پیش آتے ہیں ان کے اسباب چھوٹی چھوٹی عجیب و غریب چیزوں میں ان کو منحصر ہوتے نظر آتے ہیں اور پھر وہ توہمات میں گھرا رہتا ہے پھر اس کا ضمیر راحت پاسکتا ہے اور نہ یکسو اور مطمئن ہو سکتا ہے اور نتیجتاً وہ وہم پرست ہو جاتا ہے۔

توکل کا نہ ہونا:

توکل پر یقین اور ایمان رکھنا مسلمان ہونے کا اساسی عنصر ہے اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ عمران بابر لکھتے ہیں: "توکل دراصل تقدیر پر یقین کرنے کا اہم حصہ ہے۔ توکل ایمان کی روح اور توحید کے اساس ہے۔ توہم پرست ہونے کا باعث ذات الٰہی پر اعتماد و بھروسہ نہ ہونا ہے۔ جب مسبب الاسباب ذات پر توکل و بھروسہ نہیں ہو گا تو انسان کی سوچ ایسے اوہام اور بے بنیاد خیالات کا سہارا ڈھونڈنا شروع کر دیتی ہے جو عقلاً درست ہوں گے اور نہ ہی اسلامی شریعت میں اس کا جائز راستہ ہو گا"۔(13)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَقَالَ مُوسَى يَاقَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ (14)"اور حضرت موسیٰؑ نے کہا: اے میری قوم! گر تم واقعی اللہ پر ایمان لے آئے ہو تو پھر اسی پر بھروسہ رکھو، اگر تم فرمان بردار ہو"۔

مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں :" اسلام میں توکل اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کر کے اپنے جائز معاملات کو پوری کوشش کے بعد اس کے سپرد کرنے اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے ان معاملات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے التجا کو توکل علی اللہ کہتے ہیں"۔(15)

معلوم ہوا کہ توکل کا حقیقی مفہوم "خود سپردگی" ہے۔ ایک ایسی ذات کے آگے سپردگی جو غیب جاننے والی اور غالب حکمت والی بھی ہے۔ جب کوئی شخص توہم پرستی کا شکار ہو اور ذہنی الجھنوں میں گرفتار ہو یعنی کہ وہ متوکل نہیں ہے اور اسے ذات باری تعالیٰ پر مکمل بھروسہ نہیں ہے۔ تولہذا اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کا نہ ہونا بھی توہمات میں شامل ہے۔ مفتی محمد شفیعؒ توکل کی وضاحت میں لکھتے ہیں:" توکل دنیاوی اسباب کی طرف توجہ نہ کرنے کا نام نہیں یہ تو توہم پرستی کی زمرے میں شامل ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ غیر معقول یا مستند اسباب کا سہارا لینا اور خواہ مخواہ کی الجھن کا شکار ہو کر ایسے افعال سرانجام دینا کہ جن کی کوئی اصل ہی نہ ہو یا بے سروپا

خیالات کو ذہن میں جگہ دینا درست نہیں ہے۔ اسباب کو بروئے کار لانا حکم الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس سے قطع نظر کرنے کا نام توکل نہیں"۔(16)

توہم پرستی کی وجوہات میں سے ایک وجہ توکل علی اللہ کا نہ ہونا ہے جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے۔ احادیث میں بھی اس کا صراحت سے ذکر موجود ہے۔ قرآن مجید کی طرح احادیث میں بھی توکل علی اللہ کی ترغیب دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ مومن کو اپنے اقوال و افعال میں توکل علی اللہ اختیار کرنا چاہیے۔ حدیث میں رسول اللہ نے فرمایا:مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ أَقْوَى النَّاسِ فَلْيَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ(17)

"جو شخص پسند کرتا ہے کہ اسے طاقت لوگوں میں زیادہ ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے"۔

ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: يَدْخُلُ الجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، هُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (18)"میری امت کے ستر(70)ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے، بدفالی اور بدشگونی نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں"۔

تقویٰ کا نہ ہونا:

تقویٰ کو ایمان کی اساس کہا جاتا ہے تقویٰ کے بغیر کسی بھی معاشرے کی درست اقدار قائم نہیں رہ سکتی، تقویٰ کی وجہ سے انسان کی تمام سماجی، خاندانی اور دوستوں کے حلقے پر اثرات و نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

"تقویٰ کے انسانی زندگی پر جو اثرات وقوع پذیر ہوتے ہیں اس میں سے انسانی شخصیت اور ذہن کی ذہن کی تطہیر ہے۔ تقوی انسان کی محرکات و جذبات(Motivations, Emotions) کو ان صحیح راہوں پر ڈال دیتا ہے جو شریعت نے قائم کی ہیں۔ اور انسان کو مثبت اور اچھے کاموں سے مانوس کرتا ہے۔ تقویٰ کا عمل انسانی شخصیت کو اسلامی اعمال و اقدار کے مطابق سنوارنے میں معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے"۔(19)

اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھی تقویٰ اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ (20)"اور حقیقت یہ ہے کہ یہی تمہارا دین ہے،(سب کے لیے)ایک ہی دین!اور میں تمہارا پروردگار ہوں، اس لیے دل میں(صرف)میرا رعب رکھو"۔

آپ ﷺ صحابہ کرام کو بھی کثرت سے تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا: أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة(21)"میں تم کو تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہوں اور سمع وطاعت کی"۔

دوسری جگہ فرمایا ہے: اتقوا اللہ ربکم، وصلوا خمسکم، وصوموا شھرکم، وأدوا زکاۃ أموالکم، وأطیعوا ذا أمرکم تدخلوا جنۃ ربکم(22)"تم اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو۔ پانچ وقتہ نمازوں کی ادائیگی کرو۔ ماہ رمضان میں روزے رکھو۔ اپنے مالوں سے زکواۃ کی ادائیگی کرو نیز اولو الامر کی فرمان برداری کرو، تو تم پروردگار کی بنائی ہوئی جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔

بحث ثانی: تربیتی اسباب اور اثرات:

ذکر الٰہی سے دوری:

جب انسان اپنی روزمرہ زندگی میں ذکر الٰہی شامل نہیں کرتا تو اس کے افکار اور اعمال میں بے چینی کے اثرات پیدا کرتا ہے جن سے انسانی طبائع میں تردد، اضطرابی کیفیت اور عدم اطمینان جنم لیتا ہے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ(23)"یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں، اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے"۔

اگر زندگی میں ذکر الٰہی شامل حال نہ ہو تو تنگی اور گھٹن مقدر بن جاتے ہیں اور اس سے یقین اور بصیرت کی روشنی بھی چھین لی جاتی ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى(24)"اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے گا تو اس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی، اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے"۔

توہم پرستی دراصل بے یقینی، علم اور خدا کے ذکر سے دور بھاگنے کی وجہ سے بھی سامنے آتی ہے کیونکہ علم و ذکر کے بغیر انسان زندگی جہالت کی وجہ سے تنگی کا شکار ہو جاتی ہے، اور اسی بناپر روز قیامت اندھے پن کی کیفیت میں اٹھایا جائے گا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ(25)"جو شخص یاد خداوندی میں رہتا ہے اور جو نہیں ہوتا، مثال ذی حیات اور بے جان کی سی ہے"۔

یعنی جو یاد الٰہی میں زندگی بسر کرتا ہے وہ جاوید اں فرد کی مانند ہیں کہ اس کے اندر امید، یقین اور اعتماد موجزن ہوتے ہیں جبکہ ذکر سے غفلت اور کنارہ کشی کرنے والا بے جان، مردہ کی طرح ہے کہ اس میں زندگی، احساس اور یقین کی تابناکی موجود نہیں ہوتی ہے۔

احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی کے ذریعے چند ایسے فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کا نہ ہونا انسان کو توہمات، اضطراب، بے چینی اور مایوسی کی گرداب میں پھنسا دیتا ہے۔ وہ فوائد یہ ہیں:

1۔ سکینت اور اطمینان کا حصول

2۔ رجاء یعنی امید

3۔ توکل علی اللہ (بھروسہ، اعتماد)

4۔ تعلق مع اللہ (محبت الٰہی)

قرآن کی تلاوت چھوڑنا:

توہمات کی انتشار کا ایک سبب قرآن کی سمجھ کر تلاوت نہ کرنا بھی ہے۔ اگر قرآن کو سمجھ کر اس کی تلاوت کی جائے تو قرآنی تعلیمات انسان کو توہم پرستی کی دلدل سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مربوط کرتی ہیں اور دل میں یقین اور سکون کی شمع جلا دیتی ہے۔

سورۃ البقرہ کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ(26)"تم اپنے گھروں کو جائے مقابر(قبرستان)نہ بناؤ، جس میں سورۃ بقرہ کو تلاوت کیا جاتا ہے شیطان اس گھر سے دور رہتا ہے"۔

قرآنی تعلیمات میں جابجا انسان کو نجات اور فلاح کا راستہ اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ حقیقی کامیابی اور فلاح دنیاو آخرت میں انسان کا تمام الجھنوں اور اوہام پرستی سے محفوظ ہونا ہے۔ نیز اس کا حصول اللہ تعالیٰ کے عبادت، قرآن کی تلاوت اور ذکر سے ممکن ہوتا ہے۔

جہالت اور آباء کی اندھی تقلید:

توہم پرستی کا ایک بڑا سبب جہالت اور آباء و اجداد کی اندھی تقلید ہے۔ جہالت کی وجہ سے انسان حلت و حرمت میں اپنے خیالات کو گنجائش دیتے ہوئے وہی الٰہی کے اختیار کو چیلنج کر دیتا ہے اور آباء پرستی کے باعث، مخلوقات میں سے ہی بعض کو ایسا تقدس دینے لگتا ہے جس سے وہ اپنے لیے بیماری سے شفا، یا اپنے خوف ویژن کی بازیابی میں مدد حاصل کرنے کی امید کرتا ہے۔ اور ان تمام امور کو ثابت کرنے کے لیے اسے علم و عقل کی بجائے جہالت اور اندھی تقلید کا ہی سہارا لینا پڑتا ہے۔ قرآن مجید میں اندھی تقلید کی مذمت مختلف مقامات پر مذکور ہے۔

خصوصاً مشرکین مکہ کے متعلق قران کہتا ہے کہ جو اپنی مرضی سے حلال و حرام کے فیصلے کرتے ہیں اور جنہوں نے مشرکانہ رسوم بنا رکھی ہیں۔ ان کے پاس دلیل ان کے آباء و اجداد ہی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ (27)"اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ اس کلام کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں! ہم تو ان باتوں کے پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے۔ بلا کیا اس صورت میں بھی (ان کو یہی چاہیے) جب ان کے باپ دادے (دین کی) ذرا بھی سمجھ نہ رکھتے ہوں، اور انہوں نے کوئی (آسمانی) ہدایت بھی حاصل نہ کی ہو؟"۔

اس آیت میں باپ اور دادوں کی اندھی تقلید اور اتباع کی مذمت ثابت ہوئی، دو لفظوں میں فرمایا گیا یہ لوگ عقل رکھتے ہیں اور نہ ہدایت رکھتے ہیں۔ تو لہذا معلوم ہوا کہ ایسے تقلید اکابر کی تقلید پرستی حرام ہے جو قرآن و سنت اور دین اسلام کا علم نہ رکھتا ہوں۔ گویا اندھی تقلید اور من گھڑت روایت پرستی کا قرآن کریم انکار کرتا ہے اور صحیح رہنمائی کے لیے وحی الٰہی کو اصول مقرر کر دیتا ہے۔

اہل علم کے مجالس سے دوری:

قرآن کریم نے اہل علم کو فضیلت کے مقام پر رکھا ہے۔ معاشرے میں ان کی غیر معمولی ضرورت کو رد نہیں کیا جا سکتا، سماج میں توہمات کے عنصر کے زیادہ ہونے کی ایک وجہ لوگوں کا قابل اور حقیقی اہل علم سے مجالست نہ رکھنا بھی ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ(28)"اگر تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے تو جو علم والے ہیں ان سے پوچھ لو"۔

اہل علم کی صحبت اختیار کرنے والا کبھی بد بخت نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل علم کی صحبت شیطانی خیالات کو دور کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس لیے علماء کا منصب ہے کہ وہ ان تک درست علم پہنچائیں۔ علماء کا اپنی ذمہ داری کو مکمل نہ کرنا بھی توہمات، خرافات اور بدعات کے پھیلنے کا سبب ہے۔

بحث ثالث:نفسیاتی عوامل اور توہمات:

نفسیاتی امراض مثلاً حسد، کینہ اور حرص انسان کے ذہن و شعور اور اخلاق و کردار کو بھی متاثر کرتے ہیں جو بہت سے اخلاقی اور عملی برائیوں کو جنم دینے کا بھی باعث بنتے ہیں۔ عمران بابر لکھتے ہیں:"توہم ایک نفسیاتی بیماری ہے۔ لیکن اس کا اثر صرف باطنی اور اندرونی کیفیات پر نہیں ہوتا بلکہ فرد کے ظاہری افعال، حرکات و سکنات پر بھی اس کے اثرات واضح نظر آتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا مرض ہے جو نہ صرف خود فرد کو اذیت میں مبتلا رکھتی ہیں مزید یہ کہ خاندان اور معاشرے کے افراد بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے احادیث میں بذات خود جسمانی و نفسیاتی بیماریوں سے پناہ مانگی ہے بلکہ امت کو بھی اس سے بچنے کی ہدایات فرمائیں"۔(29)

لہذا نفسیاتی امراض اور معاشرتی منفی رویے بھی توہمات اور توہم پرستی کا باعث بنتے ہیں۔

بچپن کی پرورش کے اثرات:

والدین کی جانب سے بچوں کے ساتھ بچپن سے سختی کے برتاؤ کے باعث بعض نفسیاتی الجھنیں جنم لیتی ہیں اور یہ بچے کی ابتدائی تربیت پر نقش ہو کر رد عمل مرتب کر دیتی ہے۔ عمران بابر لکھتے ہیں: "ماہرین نفسیات تسلیم کرتے ہیں کہ دودھ پینے کی عمر میں بچی کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے سے بچے میں بعض نفسیاتی مسائل جنم لیتے ہیں۔ جیسے کہ پریشانی، شرمانا، بدشگونی کے جذبات، شک وغیرہ"۔(30)

تو معلوم ہوا کہ بچپن کے اثرات بھی توہمات کا سبب بنتے ہیں۔

بے جا حساسیت:

بے جا حساسیت یعنی طبیعت میں ضرورت سے زیادہ چیزوں سے متاثر ہو جانے کے غالب عادت ہو جانا۔ ایسے لوگ جو معاملات کو نارمل دیکھنے اور محسوس کرنے کی عادی نہیں ہوتے ان کے اندر توہم پرستی کے جراثیم بھی پائے جاتے ہیں۔ اس طرح کے افراد میں بچوگوں نے کی احساسات غالب ہوتے ہیں۔ تھوڑی سی پریشانی اور مصیبت کو بھی ایک بہت بڑا ہوا بنا لیتے ہیں اور عموماً بوجھل دل کے ساتھ وقت گزارتے ہیں اور یہی بے جا حساسیت بدشگونی اور توہم پرستی کا باعث بنتی ہے۔

خود اعتمادی کا فقدان:

خود اعتمادی کا نہ ہونا اور اس کا فقدان بھی وہم کا سبب بنتا ہے۔ عمران بابر لکھتے ہیں: "انسانی شخصیت میں اپنے آپ پر اعتماد ذات کی کمی کی وجہ سے ذہنی تشویش، شک اور بدشگونی جیسی نفسیاتی بیماریوں میں گھیرا رہتا ہے۔ انسانی شخصیت میں خود اعتمادی کی فقدان کی بنا پر انسان سخت مایوس ہو جاتا ہے۔ اس نفسیاتی کیفیت سے وابستہ لوگ زندگی میں کسی مشکل کا سامنا جم کر مقابلہ نہیں کر سکتے، مایوسی ایسے افراد کی شخصیت میں منفی تبدیلیاں مرتب کرتی ہے"۔(31)

لہذا ایسا آدمی جیسے اپنی ذات پر بھروسہ اور عزم وارادہ نہ ہوں اس میں شکوک وشبہات اور توہمات کا پیدا ہونا ایک یقینی امر ہے۔ اس کیفیت میں مبتلا شخص یقین کامل اور اللہ تعالیٰ پر توکل نہ ہونے کی بنا پر توہم پرستی کی نفسیاتی مرض کا جلد شکار ہو جاتا ہے ۔

احساس جرم:

احساس جرم بھی توہمات کا بڑا ذریعہ ہے۔ عمران بابر لکھتے ہیں: "احساسِ جرم یا خوف و ملال انسانی زندگی کی نفسیات میں اصل اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کوئی بھی انسان اس حالت سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ حالت بچپن سے بڑھاپے تک کبھی کم یا زیادہ مذکورہ شخص کے ساتھ رہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرمان برداروں کے لیے جن انعامات کو وحی الٰہی سے ذکر کرتا ہے ان میں سے خوف و حزن سے حفاظت بھی شامل ہیں"۔(32)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:بَلَى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ(33)"(قاعدہ یہ ہے کہ)جو شخص بھی اپنا رخ اللہ کے آگے جھکا دے، اور انہیں عمل کرنے والا ہو، اسے اپنا اجر اپنے پروردگار کے پاس ملے گا۔ اور ایسے لوگوں کو نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔

معلوم ہوا کہ توہم پرستی ذہنی الجھن اور نفسیاتی عدم توازن کا ایک سبب انسان کے اندر احساس جرم اور خوف بھی ہے۔ ایسا شخص جو ہر وقت اس احساس کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو اس کے اندر توہمات اور نفسیاتی بے اعتدالیاں پیدا ہو جانا عام بات ہے۔ بعض اوقات یہ احساسات بے جا پریشانی میں اس کے بعد خوف، پھر شدید اضطراب اور بے چینی میں بدلنے لگتے ہیں اور کبھی تو حالت اتنی بگڑ جاتی ہے کہ یہ احساس نفسیاتی مرض کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

وراثتی امراض:

جسمانی امراض کی طرح بعض نفسیاتی امراض بھی وراثت میں منتقل ہوتے ہیں۔ قانون جبلت میں سے ایک قانون وراثت ہے۔ اس حقیقت کو تقویت درج ذیل حدیث سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرةؓ روایت کرتے ہیں:بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ، فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟-------- هَذَا لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهُ(34)" قبیلہ فرازہ کا ایک آدمی خدمت نبوی ﷺ میں پیش ہوا اور عرض کی کہ میری زوجہ نے سیاہ (رنگ) بچہ کو جنا ہے، اور اس کا ارادہ اپنے بچے سے انکار کرنے کا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس اونٹ موجود ہیں؟ اس نے جواب میں کہا۔ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا ان کے درمیان خاکی رنگ کے بھی ہیں؟ عرض کیا جی ہاں۔ اپ ﷺ نے فرمایا تمہاری رائے میں وہ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا ممکن ہے کہ کسی

رگ نے کھینچ دیا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو یوں ہو سکتا ہے کہ کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔ راوی نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اس سے انکار کی اجازت نہیں فرمائی"۔

عمران بابر لکھتے ہیں: "جسمانی اور نفسیاتی امور بھی وراثت میں منتقل ہوتے ہیں۔ خلقت کی اصل کے مطابق ہی ثمرہ و نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے بچے اپنے آباء و اجداد کے مشابہ ہوتے ہیں۔ بچوں میں جسمانی مشابہت کے ساتھ ساتھ صفاتی خصوصیات بھی اصول سے فروع کی طرف سرایت کرتے ہیں اسی اصول منتقلی کا نام وراثت ہے۔ اسی اصول کی بناپر امراض بھی توہم پرستی کی شکل میں افراد سے خاندانوں اور پھر معاشروں کو وراثت میں منتقل ہوتی ہے"۔(35)

معلوم ہوا کہ نفسیاتی امور وراثت میں منتقل ہوتے ہیں اسی بناء پر توہمات پیدا ہونے میں بڑا عمل دخل وراثتی امراض کا بھی ہے۔

پشتون معاشرے میں مروج توہمات کا ایک جائزہ:

محمد منصور احمد صاحب نے معاشرے میں مروج توہمات کی ایک فہرست تیار کی ہے جس میں اکثر و بیشتر وہ تمام خیالات جمع کر دیے ہیں جو توہم پرستی اور نحوست کے متعلق لوگوں میں بالخصوص خواتین میں عام ہیں۔

1۔ اسلام میں نحوست اور بدشگونی کا کوئی تصور نہیں۔ یہ محض توہم پرستی ہے حدیث شریف میں بدشگونی کے عقیدہ کی تردید فرمائی گئی ہے۔ سب سے بڑی نحوست انسان کی اپنی بدعملیاں اور فسق و فجور ہے۔ جو آج مختلف طریقوں سے گھر گھر میں ہو رہا ہے۔ یہ بدعملیاں اور نافرمانیاں خدا کی قہر اور لعنت کے موجب ہیں۔ ان سے بچنا چاہیے۔

2۔ کسی کام یا دن کو منحوس سمجھنا غلط ہے۔ نحوست اگر ہے تو انسان کی اپنی بدعملی میں ہے۔

3۔ لڑکیوں کو یا ان کی ماں کو منحوس سمجھنا یا ان کے ساتھ حق آمیز سلوک کرنا بدترین گناہ اور جاہلیت کی بات ہے۔

4۔ مختلف رنگ کی چوڑیاں اور کپڑے پہننا جائز ہے اور یہ خیال کی فلاں رنگ سے مصیبت آئے گی محض پرستی ہے، رنگوں سے کچھ نہیں ہوتا، اعمال سے انسان اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول یا مردود ہوتا ہے۔

5۔ماہ صفر منحوس نہیں ایسے تو "صفر المظفر" کہا گیا ہے۔یعنی کامیابی اور خیر و برکت کا مہینہ،اس لیے اس کے متعلق نحوس کا اعتقاد رکھنا غلط ہے۔

6۔ محرم کی دسویں تاریخ اور تمام عشرہ محرم میں شادی بیاہ کرنا،بچوں کے ختنہ کرنا اور شادی وغیرہ کا کھانا پینا بلاشبہ جائز ہے،اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔

7۔ شریعت میں کوئی مہینہ ایسا نہیں جس میں شادی سے منع کیا گیا ہو۔

8۔ رات یا عصر، مغرب کے وقت یا کھانے کے بعد جھاڑو دینے، چوٹی کرنے، ناخن تراشنے کو گناہ یا نیستی و بے برکتی کا سبب سمجھنا محض توہمات میں سے ہے، شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں۔

9۔ الٹی چپل یا چیز وغیرہ کو سیدھا کرنا اچھی بات ہے، لیکن اس کی الٹا رہنے سے یہ سمجھنا کہ اس سے اوپر لعنت جاتی ہے،اس کی کوئی اصل نہیں محض لغویات ہے۔

10۔ سنت طریقے کے مطابق استخارہ تو مسنون ہے۔ حدیث میں اس کی ترغیب آئی ہے اور فال کھلوانا ناجائز ہے۔

11۔ قرآن مجید سے فال نکالنی ناجائز ہے، فال نکالنی اور اس پر عقیدہ کرنا کہ کسی اور کتاب (مثلاً دیوان حافظ یا گلستان وغیرہ) سے بھی ناجائز ہیں مگر قرآن مجید سے نکالنی تو سب گناہ ہے کہ اس سے بسا اوقات قرآن مجید کی توہین یا اس کی جانب سے بدعقیدگی پیدا ہوتی ہے۔

12۔ سیدھی آنکھ پھڑکے تو کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے اور بائیں پھڑکے تو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ یہ محض بے اصل بات ہے۔ قرآن حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

13۔ بعض عورتوں کا خیال اور اعتقاد یہ ہے کہ صفر کا مہینہ خصوصاً ابتدائی 13 دن منحوس اور نامبارک ہیں۔ ان دنوں میں عقد نکاح، خطبہ اور سفر نہ کرنا چاہیے ورنہ نقصان ہوگا۔ یہ خیال ہے اور عقیدہ اسلامی تعلیمات کے خلاف زمانہ جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کو منحوس سمجھتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان خیالات کی سخت الفاظ میں تردید فرمائی۔ واقع میں وقت، دن، مہینہ یا تاریخ منحوس نہیں ہوتے، نحوست بندوں کے اعمال و افعال پر منحصر ہے۔ جس وقت کو بندوں نے عبادت میں مشغول رکھا وہ وقت اس کے حق میں مبارک ہوتا ہے اور جس وقت کو

گناہ کے کاموں میں صرف کیا ہے وہ ان کے لیے منحوس ہوتا ہے۔ حقیقت میں مبارک عبادات ہے اور منحوس معصیات ہیں۔(36)

غرض یہ کہ کوئی بھی وقت منحوس نہیں ہے مگر منحوس ہمارے اعمال اور غیر اسلامی عقائد ہے۔ ان تمام کو ترک کرنا ان سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ کسی چیز کو منحوس سمجھ کر شادی کرنے، سفر کرنا، کاروبار کرنے، منگنی کرنے اور دیگر کاموں سے رک جانا سخت گناہ کا کام ہے۔ افسوس یہ ہے کہ صرف جاہل ہی نہیں بلکہ بہت سے پڑھے لکھے کہلانے والے ان توہمات کا شکار ہے بلکہ بعض تو ان کو دین کا حصہ سمجھتے ہیں۔

بدشگونی اور نحوست کا اسلامی نقطہ نظر سے علاج اور ایک جائزہ:

پہلا کام: انسان کو چاہیے کہ وہ بدشگونی نہ لے لیکن کسی چیز کی وجہ سے اس کے دل میں بدشگونی پیدا ہو جاتی ہے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اس بدشگونی کی طرف دھیان نہ دے اور اس کی وجہ سے اپنے کام کو عملی جامہ پہنانے سے نہ روکے۔ چنانچہ معاویہ ابن حکم کہتے ہیں کہ میں نے کہا: کچھ ایسے کام ہے جو ہم جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ ہم کاہنوں کے پاس جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کاہنوں کے پاس نہ جایا کرو۔ کہتے ہیں پھر میں نے کہا: ہم نحوست پکڑا کرتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ، فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ (37) "بدشگونی ایک ایسی چیز ہے جس کو تم میں سے بعض لوگ اپنے نفس میں محسوس کرتے ہیں لیکن بچوں گولی تم کو کسی کام کو انجام دینے سے نہ روکے"۔

دوسرا کام: بلا جھجک اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے کام کو شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو ختم کر دے گا، چنانچہ سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رسول ﷺ نے فرمایا: الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، ثَلَاثًا، وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ (38) "بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو کوئی نا کوئی وہم ہو جاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اسے دور اور ختم کر دیتا ہے"۔

تیسرا کام: اگر کوئی بدشگونی کی وجہ سے اپنے کام کو انجام نہ دے تو وہ شرک کا مرتکب ہو گا اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ دعا پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔

دوسری حدیث میں آیا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ، فَقَدْ أَشْرَكَ، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ، مَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ؟ قَالَ: أَنْ يَقُولَ أَحَدُهُمْ: اللهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ (39)"جس شخص کو بدشگونی کا برا خیال اس کے کام سے روک دے اس نے شرک کیا۔ صحابہ کرام نے پوچھا پھر اس کا کفارہ کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا: ایسی صورت میں یہ دعا پڑھ لیا کرو: اللهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ "اے اللہ! تیرے شگون کے سوا کوئی شگون نہیں، اور تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔

منصور احمد توہمات کے اسباب اور علاج کے متعلق لکھتے ہیں: "کسی بھی مرض کا اصل علاج یہ ہوتا ہے کہ اس مرض کے سبب اور بنیاد کو ختم کر دیا جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو وہ مرض بذاتِ خود ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہم سب سے پہلے اس عیب اور مرض کا سبب تلاش کرتے ہیں۔ بدشگونی اور کمزور عقائد کا سب سے بڑا سبب اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت پر یقین نہ ہونا ہے۔ ہمارے ذہن کے کسی تاریک گوشے میں یہ تصور چھپا ہوا ہے کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کئی ایسی ہستیاں موجود ہیں جو ہمارے کام بناتی ہیں اور ہمارے لیے مصیبتوں یا آسائشوں کا سبب بنتی ہیں۔ ہم اس عقیدے کا اعلان کریں یا نہ کریں، حقیقت یہی ہے کہ ہمارا ذہن اسے تسلیم کرتا ہے۔ اس مرض کا علاج یہی ہے کہ آپ غیر اللہ کی قدرت کی تصور کو اپنے ذہن سے نکال دیں اور اس کی جگہ غیر اللہ کے عدم قدرت اور اللہ تعالیٰ کی بے مثال طاقت، قدرت اور مشیت کے تصور کو مضبوط کر لیں۔ جس قدر یہ تصور ذہن میں مضبوط ہو گا اسی قدر آپ ان خرافات سے بچ سکیں گے۔ اپنے ذہن میں یہ بات راسخ کر لیں کہ خیر و شر تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر ساری دنیا مل کر بھی کوئی نقصان کر سکتی ہے نہ فائدہ، اور نہیں بدشگونی لیے جانے والے جانوروں میں سے کوئی جانور خیر و شر میں سے کسی چیز کا نمائندہ ہے۔ کوے، کالی بلی، یا الو وغیرہ جو بدشگونی لی جاتی ہے وہ ہمارے ذہن کی گھٹیا سوچ ہے ورنہ ان میں سے کوئی جانور بھی خیر یا شر سے تعلق نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر جس قدر اعتماد اور توکل زیادہ ہو گا، آپ اسی کی بقدر شیطانی وسوسوں اور اس کے مکر و فریب، بدشگونیوں اور شرک سے پاک رہیں گے۔ اور جب آپ ایک

مرتبہ شیطانی چنگل سے نکل جائیں گے تو پھر لمحہ بہ لمحہ، دن بدن آپ کا اعتماد اللہ تعالیٰ پر مزید بڑھے گا۔ پھر آپ نیکی کی طرف مائل اور برائی سے دور ہوتے چلے جائیں گے"۔

اور دوسرا علاج عبداللہ ابن عمروؓ کی حدیث میں منقول ایک مسنون دعا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو بدشگونی کا برا خیال اس کے کام سے روک دے اس نے شرک کیا۔ صحابہ کرام نے پوچھا پھر اس کا کفارہ کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا: اس کا کفارہ یہ دعا ہیں: یعنی ایسی صورت میں یہ دعا پڑھ لیا کرو: اللهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ(40)"اے اللہ! تیرے شگون کے سوا کوئی شگون نہیں، اور تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔

اس لیے جب بھی اپ کو کوئی وسوسہ، بدشگونی کا خیال یا شرکیہ بات ذہن میں آئے تو فوراً مطلب سمجھ کر اخلاص سے یہ دعائیں پڑھ لیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو ان بیماریوں سے بالکل پاک صاف کر دیں گے اور یوں آپ کی زندگی بڑی تباہی اور خرابی سے بچ جائے گی۔(41)

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ توہمات کا علاج صرف اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں موجود ہے۔

توہمات کے اسباب کا حاصل بحث:

توہمات کا انسانی زندگی کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ برصغیر میں بھی توہمات بہت عام ہیں، اس موضوع پر دینی راہ نمائی کی ضرورت کے پیشِ نظر تھانویؒ نے اس پر کام کیا۔ اس لیے اس موضوع کی حساسیت سے آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تھانویؒ اس موضوع پر قلم اٹھانے کی وجہ بتاتے ہوئے عوام میں مشہور غلط مسائل ،عقائد اور توہمات کی کتاب اغلاط العوام میں لکھتے ہیں: "اکثر عوام بلکہ بعض خواص العوام میں بھی بعضے ایسے غلط مسئلے مشہور ہیں جن کی کوئی اصل شرعی نہیں اور وہ ان کا ایسا یقین کئے ہوئے ہیں کہ ان کو اس میں شبہہ بھی نہیں پڑتا تاکہ علماء سے تحقیق ہی کر لیں اور اکثر علماء کو بھی ان غلطیوں میں عوام کے مبتلاء ہونے کی اطلاع نہیں تاکہ وہی وقتاً فوقتاً ان کا ازالہ کرتے رہیں جب نہ عوام کی طرف سے تحقیق ہو اور نہ علماء کی طرف سے تنبیہ ہو تو ان غلطیوں کی اصلاح کی کوئی صورت ہی نہ رہی اس لیے مدت سے خیال تھا جو بفضلہ تعالیٰ اب ظہور میں آیا کہ ایسی غلطیوں پر جہاں تک اطلاع ہو ان کو ضبط کر دیا جائے"۔(42)

مولانا مہربان علیؒ اس موضوع پر کام کرنے کی ضرورت کو اس طرح بیان کر کے لکھتے ہیں: "عوام الناس جس طرح غلطیوں کا شکار عقائد میں ہو جاتے ہیں ٹھیک اسی طرح اعمال و اخلاق میں بھی اغلاط میں ابتلائے عام ہو جاتا ہے۔ ایسے وبائی وقت مفکرین کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ان تمام غلطیوں کی نشان دہی کر کے مبتلا ہونے والے لوگوں کو متنبہ کر دیں۔ چنانچہ مفکرین اسلام کی ہمیشہ اس پہلو پر توجہ رہی ہے جس زمانے میں احادیث کے وضع کرنے کا مرض عام ہوا تو علمائے اسلام نے فوراً اس کی روک تھام کی اور تمام موضوعات کی نشان دہی فرما کر امت کو گمراہی سے بچایا۔ ہمارے ہندو پاک میں کچھ اس قسم کے مسائل ذہنوں میں سمائے ہوئے ہیں جن کا شریعت مطہرہ سے کوئی دور کا بھی سروکار نہیں۔ شدید ضرورت تھی (اور اب بھی ہے، مزید تفصیلات کے ساتھ اس موضوع پر کام کرنے کی ضرورت ہے) کہ اس قسم کے موضوعات مسائل جمع کر کے بھٹکی ہوئی امت کو بچایا جائے"۔(43)

آگے توہمات کے اسباب کی ضمن میں لکھتے ہیں: "حق و باطل اور صحیح و غلط کا تقابل و تعارض، لیل و نہار، نور و ظلمت کی طرح ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ بعض دفعہ ایمان کے ٹھوس اور مستحکم عقیدے کے ساتھ خود اسی کی جڑوں غلط عقائد (توہمات) بھی نشو نما پاتے رہتے ہیں اس کا سبب کہیں لاعلمی اور کہیں کم فہمی اور کہیں غلط رہبری ہے"۔(44)

پشتون معاشرے میں اس قسم کے توہمات سے دور جہالت کی تصویر زندہ ہوتی ہے اور یہ پشتون معاشرے میں جہالت کی زندہ تصویر ہے۔ تقریباً ہر معاشرہ توہم پرستی کے امکان سے خالی نہیں ہوتا کیوں کہ توہم پرستی انسانی اور معاشرتی مسئلہ ہے۔

## حوالہ جات وحواشی:

---

[1] وزیر، تاج محمد، ڈاکٹر، مولانا، وزیرستان کے رسوم ورواج کا شرعی قوانین کے ساتھ موازنہ اور پشتونوں کی تاریخ، میثاق انٹر پرائیزز، اسلام آباد، 1435ھ/2014ء، ص34

Wazir, Taj Muhammad, Doctor, Maulana, Waziristan ke Rasoom o Riwaj ka Shari'i Qawaneen ke sath Mawazna aur Pashtunon ki Tareekh, Misaq Enterprises, Islamabad, 1435H/2014, p.34

[2] ۔ ہمدانی، رضا، پٹھانوں کے رسم ورواج، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، 1406ھ/1986ء، ص7

Hamdani, Raza, Pathanon ke Rasoom o Riwaj, Lok Virsa ka Qaumi Idara, Islamabad, 1406H/1986, p.7

[3] ۔ تاج محمد، وزیر، ڈاکٹر، وزیرستان کے رسوم ورواج، ص87

Taj Muhammad, Wazir, Doctor, Waziristan ke Rasoom o Riwaj, p.87

[4] ۔ سورۃ طٰہٰ:98

Surah Taha: 98

[5] ۔ سورۃ التوبہ: 129

Surah Taubah: 129

[6] ۔ عبدالرشید، پروفیسر، اسلام اور تعمیر شخصیت، ادارہ ثقافت اسلام، لاہور، 1438ھ/2017ء، ص45

Abdul Rashid, Professor, Islam aur Tameer Shakhsiyat, Idara Saqafat Islam, Lahore, 1438H/2017, p.45

[7] ۔ عمران بابر، انسانی معاشرہ اور توہم پرستی، ص191

Imran Babar, Insani Muashra aur Tohum Parasti, p.191

[8] ۔ السیوطی، جلال الدین، علامہ، تاریخ الخلفاء، المحقق: حمدی الدمرداش، مکتبہ نزار مصطفی الباز، 1425ھ/2005ء، ص103

Al-Suyuti, Jalaluddin, Allama, Tarikh al-Khulafa, muhaqqiq: Hamdi al-Damardash, Maktabah Nizar Mustafa al-Baz, 1425H/2005, p.103

[9] ۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، الحنبلی، علامہ، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم، دارعام الکتب، بیروت، 1419ھ/1999ء، ج2، ص144

Ibn Taymiyyah, Ahmad bin Abdul Halim, al-Hanbali, Allama, Iqtida al-Sirat al-Mustaqim li Mukhalafat Ashab al-Jahim, Dar Aam al-Kutub, Beirut, 1419H/1999, Vol.2, p.144

[10] ۔ عمران بابر، انسانی معاشرہ اور توہم پرستی، ص195

Imran Babar, Insani Muashra aur Tohum Parasti, p.195

[11] ۔ سورۃ الفرقان:3

Surah Furqan: 3

[12] ۔ سورۃ الحدید:22

Surah Hadid: 22

[13] ۔ عمران بابر، انسانی معاشرہ اور توہم پرستی، ص198

Imran Babar, Insani Muashra aur Tohum Parasti, p.198

[14] ۔ سورۃ یونس:84

Surah Yunus: 84

[15] ۔ سید مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، تفسیر تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1420ھ، /2000ء، ج4، ص507

Syed Mawdudi, Abul A'la, Maulana, Tafheem al-Quran, Idara Tarjuman al-Quran, Lahore, 1420H/2000, Vol.4, p.507

[16] ۔ محمد شفیع، مفتی، تفسیر معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، 1426ھ/2005ء، ج4، ص169

Muhammad Shafi, Mufti, Tafseer Ma'ariful Quran, Idarat al-Ma'arif, Karachi, 1426H/2005, Vol.4, p.169

[17] ۔ الحاکم، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1411ھ/1990ء، رقم:7707

Al-Hakim, Muhammad bin Abdullah, Al-Mustadrak ala al-Sahihayn, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1411H/1990, No.7707

[18] ۔ صحیح بخاری، رقم:6472

Sahih Bukhari, No.6472

[19] ۔ نجاتی، محمد عثمان، القرآن و علم النفس، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، 1418ھ/1997ء، ص379

Najati, Muhammad Usman, Al-Quran wa Ilm al-Nafs, Lahore, 1418H/1997, p.379

[20] ۔ سورۃ المومنون:52

Surah al-Mu'minun: 52

[21] ۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، امام، السنن ابی داوٗد، (سنن ابو داؤد) دار الرسالہ العالمیہ، بیروت، 1430ھ/2009ء، رقم:4607

Abu Dawud, Sulaiman bin al-Ash'ath, Sunan Abu Dawud, Dar al-Risalah al-Alamiyyah, Beirut, 1430H/2009, No.4607

[22] ۔ سنن ترمذی، رقم: 6116

Sunan Tirmidhi, No.6116

[23] ۔ سورۃ الرعد:28

Surah al-Ra'd: 28

[24] ۔ سورۃ طٰہٰ:124

Surah Taha: 124

[25] ۔ صحیح بخاری، رقم:5928

Sahih Bukhari, No.5928

[26] ۔ مسلم، ابو الحسن بن الحجاج، القشیری، النیسابوری، امام، الصحیح المسلم، (صحیح مسلم) مکتبہ: ادارہ احیاء التراث العربی، بیروت، 1418ھ/1997ء، رقم:780

Muslim, Abu al-Hasan bin al-Hajjaj, Sahih Muslim, Maktabah Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut, 1418H/1997, No.780

[27] ۔ سورۃ البقرۃ:170

Surah al-Baqarah: 170

[28] ۔ سورۃ النحل:43

Surah al-Nahl: 43

[29] ۔ عمران بابر، انسانی معاشرہ اور توہم پرستی، ص230

Imran Babar, Insani Muashra aur Tohum Parasti, p.230

[30] ۔ ایضاً، ص233

Ibid., p.233

[31] ۔ ایضاً، ص233

Ibid., p.233

[32] ۔ عمران بابر، انسانی معاشرہ اور توہم پرستی، ص236

Imran Babar, Insani Muashra aur Tohum Parasti, p.236

[33] ۔ سورۃ البقرۃ:112

Surah al-Baqarah: 112

[34]امام نسائی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب، السنن الصغریٰ، (سنن نسائی)، المطبوعات الاسلامیہ، حلب، 1406ھ/1986ء، رقم:3478
Imam al-Nasa'i, Ahmad bin Shu'ayb, Sunan al-Sughra, Halab, 1406H/1986, No.3478

[35] ۔عمران بابر، انسانی معاشرہ اور توہم پرستی، ص240
Imran Babar, Insani Muashra aur Tohum Parasti, p.240

[36] ۔منصور احمد، محمد، توہم پرستی اور بدشگونی، ماہنامہ بنات عائشہ کراچی، ستمبر، 1445ھ/2023ء، ص 12
Mansoor Ahmad, Muhammad, Tohum Parasti aur Badshaguni, Mahnama Banat Ayesha, Karachi, Sept.1445H/2023, p.12

[37] ۔سنن نسائی، رقم:1218
Sunan Nasa'i, No.1218

[38] ۔سنن ابوداؤد، رقم:3910
Sunan Abu Dawud, No.3910

[39] ۔احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ، احمد بن محمد بن حنبل، الشیبانی، امام، المسند (مسند امام احمد)، مکتبہ، موسسۃ الرسالۃ، 1421ھ/2001ء، رقم:7045
Ahmad bin Hanbal, Abu Abdullah, Musnad Ahmad, Maktabah Mu'assasat al-Risalah, 1421H/2001, No.7045

[40] ۔سنن ابوداؤد، رقم:3910
Sunan Abu Dawud, No.3910

[41] ۔منصور احمد، ماہنامہ بنات عائشہ، کراچی، ص 73
Mansoor Ahmad, Mahnama Banat Ayesha, Karachi, p.73

[42] ۔تھانوی، اشرف علی، مولانا، اغلاط العوام، المیزان، لاہور، 1433ھ/2012ء، ص26
Thanvi, Ashraf Ali, Maulana, Aghlat al-Awam, Al-Mizan, Lahore, 1433H/2012, p.26

[43] ۔ایضاً، ص21
Ibid., p.21

[44] ۔تھانوی، اغلاط العوام، ص21
Thanvi, Aghlat al-Awam, p.21